پیارے رسول ﷺ

پیارے رسولؐ

(بچوں کے لیے)

حسین سحر

سحر سنز۔ملتان

ضابطہ

اشاعت اول:..................اکتوبر 1987ء

اشاعت ثانی:..................جنوری 2013ء

کمپوزنگ:.....................الکتاب گرافکس۔ملتان

مطبع:..............................عاتکہ پرنٹرز ملتان

ناشر:..............................سحر سنز۔ملتان

قیمت:..............................75/-روپے

ملنے کا پتہ

کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ

انتساب

پاکستانی بچوں کے نام

چند باتیں

پیارے بچو! پیارے رسول ﷺ کی سیرت پاک نور کا وہ سرچشمہ ہے جس سے ہماری زندگی ہمیشہ روشنی حاصل کرتی رہے گی۔ بڑے ہوں یا بچے، سب کے لیے یہ نور اسی طرح ضروری ہے جس طرح ہماری آنکھوں کے لیے سورج کی روشنی کہ اس کے بغیر ہم آنکھیں رکھتے ہوئے بھی صحیح معنوں میں دیکھ نہیں سکتے۔

بچوں کے لیے سیرت پاک کی تعلیم اس لیے بھی ضروری ہے کہ یہ ہمارا مستقبل ہیں اور کون نہیں چاہتا کہ اس کا مستقبل روشن ہو؟ پھر آج کے مادی دور میں یہ تعلیم اور بھی ضروری ہو جاتی ہے کہ اس کے بغیر ہم انسانیت کا مفہوم ہی نہیں سمجھ سکتے۔ بچوں کے لیے لکھنا اور پھر سیرت جیسا اہم اور نازک موضوع پر لکھنا تو اور بھی مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو میں بچوں کے لیے سیرت پاک پر بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے بہت سے ادیبوں نے قابل قدر کوششیں کی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ کمی صحیح معنوں میں پوری نہیں ہو سکی۔ یہ کتاب بھی اس سلسلے کی کڑی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ یہ سعادت میرے حصے میں بھی آئی ہے۔ اس کتاب کو لکھتے ہوئے میرے پیش نظر اس موضوع پر تقریباً وہ سب کتابیں تھیں جو بچوں کے لیے لکھی گئی ہیں۔ اس لیے میں نے کوشش کی ہے کہ ایک تو اس کتاب کی زبان آسان سے آسان رکھی جائے۔ دوسرے مواد میں کوئی ایسی بات نہ آنے پائے جو متنازعہ یا قابلِ اعتراض ہو۔ پھر

واقعات کو دلچسپ پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔اس طرح امید ہے یہ کتاب بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق اور ان کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی۔ان شاءاللہ۔

خدا کرے میری یہ چھوٹی سی کاوش بچوں اور بڑوں میں یکساں مقبولیت حاصل کرے۔آمین

حسین سحر (ملتان)

۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء

فہرست

☆......آپ سے پہلے
☆......خاندان
☆......پیدائش
☆......پرورش
☆......بچپن
☆......جوانی
☆......تجارت
☆......شادی
☆......صادق وامین
☆......نبوت
☆......حق کا پیغام
☆......تبلیغ
☆......مخالفت
☆......معراج
☆......ہجرت
☆......جنگ بدر
☆......جنگ احد
☆......جنگ خندق
☆......صلح حدیبیہ
☆......جنگ خیبر
☆......فتح مکہ
☆......اسلامی حکومت
☆......آخری حج
☆......وفات
☆......آپ کیسے تھے؟
☆......آپؐ نے فرمایا

آپؐ سے پہلے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے بچو!

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف لائے تو دنیا کی حالت بہت خراب تھی ۔اس وقت دنیا کے نقشے پر ایران اور روم دو بڑی طاقت ور حکومتیں تھیں ۔کیونکہ ان کی حدیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں ۔

ایران میں لوگ ستاروں کو پوجتے تھے بتوں کی پوجا بھی عام تھی ۔اس کے علاوہ لوگ بادشاہوں کو بھی پوجتے تھے ۔یوں سمجھ لیجئے کہ خدا کو چھوڑ کر ہر طاقت ور چیز کی عبادت کی جاتی تھی ۔

روم کی بھی یہی حالت تھی ۔روم کے رہنے والے بتوں کے ساتھ ساتھ قبروں کی پوجا بھی کرتے تھے ۔عام لوگوں کا مذہب کہنے کو عیسائی تھا ۔لیکن اس مذہب کے بھی کئی فرقے اور گروہ بنے ہوئے تھے ۔

پاکستان اور ہندوستان جہاں ہم رہتے ہیں بت پرستی کا بہت بڑا مرکز تھا جہاں کے لوگوں کا بڑا مذہب ہندومت تھا ۔لوگ لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے ۔شراب اور جوئے کا رواج عام تھا ،لوگوں میں ذات پات کا فرق بہت تھا ۔اونچی

ذات والے نیچی ذات والوں سے نفرت کرتے تھے اور اگر انہیں نیچی ذات والوں کا کپڑا بھی چھو جاتا تو وہ سمجھتے تھے کہ ناپاک ہو گئے عجیب عجیب قسم کے وہم تھے ۔جن میں یہ لوگ مبتلا تھے ۔

عرب کی حالت دوسری دنیا سے کہیں زیادہ خراب تھی ۔یہ خطہ جہالت اور شرک کا گڑھ تھا ۔لوگ چاند، سورج، ستاروں، درختوں اور پتھروں کے علاوہ مختلف قسم کے بتوں کی پوجا کرتے تھے ۔بتوں میں یہ لوگ پتھر ،لکڑی ،دھات حتیٰ کہ آٹے کے بت بنا کر انہیں پوجتے تھے ۔بت پرستی کا رواج اتنا عام تھا کہ اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں بھی تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے ۔یہ لوگ شراب پیتے تھے ۔جوا کھیلتے تھے ۔پیدا ہوتے ہی اپنی لڑکیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے ۔اس کے علاوہ معمولی معمولی باتوں پر ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے لڑائی شروع کر دیتا تھا ۔اور جہالت کی وجہ سے یہ لڑائی کئی نسلوں تک چلتی تھی ۔غرض کوئی برا کام نہ تھا جو یہ لوگ نہ کرتے ہوں ۔

خاندان

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان قریش تھا۔جو عرب کے مشہور شہر مکہ میں رہتا تھا۔یہ خاندان خانہ کعبہ کی دیکھ بھال بھی کرتا تھا۔اور حج کے دنوں میں حاجیوں کی خدمت بھی کیا کرتا تھا۔یہ خاندان پورے عرب میں اسی وجہ سے بہت نیک اور اچھا سمجھا جاتا تھا۔پھر اس خاندان میں وہ برائیاں بھی نہیں تھیں۔جو عرب کے دوسرے خاندانوں اور قبیلوں میں تھیں۔پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرۂ نسب حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملتا ہے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کے پیارے نبی تھے۔اور اللہ کے پیارے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔جنہوں نے اللہ تعالی کے حکم سے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔اسی قبیلہ قریش کے ایک بزرگ تھے ہاشم۔جو اپنی نیکی اور سخاوت کی وجہ سے پورے عرب میں مشہور تھے۔ہاشم کے ایک بیٹے تھے عبدالمطلب۔یہ بھی بہت نیک تھے۔اللہ تعالی نے انہیں دس بیٹے عطا کئے تھے۔حضرت عبداللہ ان کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے حضرت عبدالمطلب کو ان سے بہت محبت تھی۔حضرت عبداللہ بہت نیک اور خوبصورت تھے۔جب آپ جوان ہوئے تو آپ کی شادی خاندان قریش ہی کے ایک بزرگ حضرت وہب کی بیٹی حضرت آمنہ سے ہو گئی۔حضرت آمنہ بھی حضرت عبداللہ کی طرح بہت نیک تھیں۔شادی کے چند ماہ بعد جب حضرت عبداللہ شام کے سفر پر گئے تو راستے میں وفات پا گئے۔اس وقت پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہونے والے تھے۔چنانچہ کچھ عرصے بعد ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔

پیدائش

عام روایت کے مطابق ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ربیع الاول یعنی ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو پیر کے روز صبح کے وقت عرب کے مقدس شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تو ان کے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھے ہوئے تھے جیسے وہ دعا مانگ رہے ہوں اور وہ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت آمنہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا ہے۔جس سے دور دور تک روشنی ہو گئی۔

جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کا نام محمدؐ رکھا۔جس کا مطلب ہے وہ ہستی جس کی بے حد تعریف کی گئی ہو۔حضرت آمنہ نے اپنے پیارے بیٹے کا نام احمد رکھا۔

جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ کی برکت سے ایران کا آتشکدہ جو ایک ہزار سال سے روشن تھا بجھ گیا۔کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ (۱۴) کنگرے گر گئے۔واقعہ فیل یعنی ہاتھیوں والا واقعہ بھی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اسی سال پیش آیا۔

پرورش

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے دودھ پلایا۔اس کے بعد آپؐ کے ایک چچا کی کنیز ثوبیہ نے دودھ پلایا اور آخر میں حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ کی پرورش کی۔اس زمانے میں عرب میں یہ عام رواج تھا کہ شریف اور معزز گھرانوں کے بچوں کو پرورش کے لئے دیہات میں بھیج دیا جاتا تھا۔دیہاتی عورتیں انہیں دودھ پلاتیں اور اس طرح کھلی آب وہوا میں بچوں کی صحت بھی اچھی رہتی اور وہ عربی زبان بھی زیادہ صحیح بولنے لگتے۔کیونکہ دیہات کی زبان زیادہ اچھی اور صحیح سمجھی جاتی تھی۔چنانچہ رواج کے مطابق آپ کو حضرت حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا گیا۔حضرت حلیمہ قبیلہ سعد کی ایک شریف اور نیک دائی تھیں۔وہ آپ کو لے کر اپنے گاؤں میں آگئیں۔اس طرح پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر پرورش پانے لگے۔

بچپن

جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار سال کے ہوئے تو دائی حلیمہ کے بچوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے کے لئے جانے لگے۔اس عرصے میں پیارے رسولؐ عام بچوں کی طرح کھیلنے کودنے میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے آپ کی برکت سے دائی حلیمہ کی بکریاں جو پہلے بالکل دودھ ہی نہ دیتی تھیں۔اب خوب دودھ دینے لگیں۔جب آپ گھر سے باہر نکلتے تو بادل آپؐ پر سایہ کئے رہتا یوں آپؐ دھوپ سے بچے رہتے۔اسی طرح دائی حلیمہ سعدیہ کے قبیلے کی چراگاہیں جو پہلے خشک ہو چکی تھیں آپ کی برکت سے ہری بھری ہو گئیں۔

جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقریباً چھ سال کے ہوئے تو دائی حلیمہ آپ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں اور آپ کو اپنی والدہ کے سپرد کرکے بہت سا انعام واکرام لے کر واپس چلی گئیں۔

کچھ دن بعد حضرت آمنہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے اپنے یتیم بچے کو ساتھ لے کر مدینہ گئیں۔وہاں آپ اپنے خاندان بنو نجار میں ایک مہینے تک رہیں۔پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بنو نجار کے بچوں کے ساتھ رہے۔ایک مہینے بعد حضرت آمنہ واپس آرہی تھیں کہ ابوا کے مقام پر بیمار ہو گئیں اور وہیں وفات پا گئیں۔

اس طرح آپؐ باپ کے بعد ماں کے سائے سے بھی محروم ہو گئے۔آپؐ اپنی والدہ کی لونڈی ام ایمن کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ پہنچے۔اب آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے

آپؐ کی پرورش کرنا شروع کی ۔انہیں آپؐ سے بہت محبت تھی ۔آپؐ کی عمر آٹھ برس تھی کہ آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ۔وفات سے پہلے حضرت عبدالمطلب نے آپؐ کو پرورش کے لئے اپنے بیٹے حضرت ابو طالب کے سپرد کیا۔حضرت ابو طالب کو بھی آپؐ سے بہت محبت تھی ۔وہ آپؐ کو اپنے بچوں سے بھی بڑھ کر پیار کرتے تھے ۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا بچپن میں ہی آپؐ برے کاموں سے بچے رہتے تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے ۔اور جھوٹ سے آپؐ کو نفرت تھی ۔لڑائی مار کٹائی اور جھگڑے سے دور رہتے ۔آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب تجارت کیا کرتے تھے ۔اور اس سلسلے میں مختلف ملکوں کے سفر پر جایا کرتے تھے ۔ایک مرتبہ وہ شام کے سفر پر جا رہے تھے تو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کے ساتھ چل دیئے ۔اس وقت آپؐ کی عمر بارہ برس تھی ۔ جب آپؐ بصریٰ کے شہر پہنچے تو ایک درخت کے نیچے ٹھہرے وہاں ایک راہب تھا بحیرا ۔اس نے جب آپؐ کو دیکھا تو آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟ حضرت ابو طالب نے جواب دیا "یہ میرا بھتیجا ہے ۔اس کا باپ فوت ہو چکا ہے ۔لیکن میں نے اسے اپنے بیٹے کی طرح پالا ہے ۔"

بحیرا نے کہا تم سچ کہتے ہو ۔یہ لڑکا عام لڑکا نہیں ۔یہ نبیوں کا سردار ہو گا ۔میں نے اس میں وہ نشانیاں دیکھی ہیں جن کا ذکر مذہبی کتابوں میں ہے پھر میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں جو اس لڑکے کے سامنے نہ جھکا ہو ۔اس لئے اے ابو طالب ! میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اسے شام نہ لے جاؤ ۔کیونکہ وہاں کے یہودی اور عیسائی اس کی جان کے دشمن ہو جائیں گے ۔" یہ سن کر حضرت ابو طالب آپؐ کو واپس مکہ لے آئے ۔

جوانی

جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر سولہ سال کی ہوئی تو انہوں نے اپنے خاندان کا پیشہ تجارت اپنا لیا آپ دوسروں کے ساتھ مل کر تجارت کرتے ۔آپ بہت سچے اور امانتدار تھے ۔اس لئے مکہ کے لوگ آپ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے ۔ایک مرتبہ آپ کا ایک ساتھی عبداللہ آپ سے تجارت کا سودا کر رہا تھا کہ اسے ایک کام یاد آ گیا ۔اس نے کہا کہ میں ابھی آ کر بات کرتا ہوں ۔لیکن تین دن گزرنے کے بعد اسے اپنا وعدہ یاد آیا تو وہ بھاگا بھاگا پہنچا ۔دیکھا تو آپؐ ابھی انتظار فرما رہے تھے ۔آپؐ نے صرف اتنا کہا ۔

عبداللہ تمہاری وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہوئی ۔میں تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں ۔"

اس زمانے میں عربوں میں لڑائیوں کا بڑا زور تھا ۔ان میں جنگ فجار سب سے بڑی لڑائی تھی ۔جو قبیلہ قیس اور قریش کے درمیان لڑی گئی ۔قریش اس لڑائی میں حق پر تھے اس لئے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قبیلے قریش کی طرف سے اس جنگ میں حصہ لیا ۔لیکن اس طرح کہ کسی پر تلوار نہیں اٹھائی ۔کیونکہ یہ جنگ اللہ کے لئے نہیں تھی ۔ بلکہ دو قبیلوں کے درمیان تھی ۔آخر دونوں قبیلوں میں صلح ہو گئی ۔اس وقت آپ کی عمر بیس برس کی تھی ۔ان لڑائیوں کو ختم کرنے کے لئے خاندان بنی ہاشم کے کچھ لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ آپس میں مل بیٹھ کر ان جھگڑوں کو دور کرنا چاہئے ۔چنانچہ بنی ہاشم کے علاوہ دوسرے قبیلوں بنی اسد ۔بنی زہرہ ۔بنی عدی وغیرہ سب قبیلے ایک جگہ اکٹھے ہوئے ۔اور وہاں انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ

ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کریں گے۔ اگر مکہ میں کسی کو لوٹا جائے گا تو اس کے نقصان کو ہر صورت میں پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مکہ میں کوئی ظالم نہیں رہنے پائے گا۔ اور ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے۔ اس معاہدے کا نام "حلف الفضول" تھا۔ اس معاہدے میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شرکت کی اور ہمیشہ اس پر آپ فخر کیا کرتے تھے۔ اس معاہدے کی وجہ سے مکہ میں امن وامان قائم ہو گیا۔

تجارت

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگرچہ سولہ برس کی عمر میں پہلا تجارتی سفر کیا تھا۔ لیکن آپ نے باقاعدہ تجارت بیس برس کی عمر سے شروع کی۔ اس سلسلے میں آپ نے یمن اور شام کے سفر کئے۔ اور ہر جگہ آپ کی سچائی اور دیانت کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ لوگ آپ کی انہی خوبیوں کی وجہ سے آپ کو اپنی تجارت میں شریک کیا کرتے تھے۔ مکہ کی ایک امیر خاتون حضرت بی بی خدیجہؓ نے جب آپ ﷺ کی شہرت سنی تو آپ کو اپنے کاروبار میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب سے مشورے کے بعد یہ شراکت قبول کر لی اور آپ ﷺ حضرت بی بی خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں حضرت بی بی خدیجہ کا غلام میسرہ بھی آپؐ کے ساتھ تھا۔ شام پہنچ کر آپ ایک درخت کے سائے میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص وہاں آیا اس نے دیکھتے ہی کہا کہ سچے نبی کے سوا کبھی کوئی انسان اس درخت کے نیچے نہیں بیٹھا حضرت بی بی خدیجہ کے غلام میسرہ نے بھی دیکھا کہ دوپہر کے وقت جب سورج کی گرمی بڑھی تو آپؐ پر ایک غیبی سایہ ہو رہا تھا۔ میسرہ

نے اس سفر کے دوران پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت قریب سے دیکھا اور وہ آپؐ کی اچھائیوں سے بہت متاثر ہوا۔

شادی

میسرہ نے مکہ واپس آ کر اپنی مالکہ حضرت بی بی خدیجہ کو سفر کے واقعات سنائے۔ اور ان سے اس سچائی اور پاکیزگی کا ذکر کیا تو حضرت بی بی خدیجہ اس قدر متاثر ہوئیں کہ آپؓ نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کا پیغام بھجوا دیا۔ جسے آپ نے قبول فرما لیا۔ چنانچہ آپؐ کے خاندان کے بزرگوں کی موجودگی میں حضرت بی بی خدیجہ سے آپ کی شادی ہو گئی۔ آپؐ کا نکاح آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب نے پڑھایا۔ شادی کے وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی۔ جبکہ حضرت بی بی خدیجہ چالیس سال کی تھیں۔ اب آپؐ حضرت خدیجہ کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔ حضرت خدیجہ سے آپ کی بیٹی حضرت بی بی فاطمہؓ پیدا ہوئی۔ آپ کو اُن سے بہت پیار تھا۔

صادق وامین

لڑکپن ہی سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگ صادق اور امین یعنی سچا اور امانت دار کہہ کر پکارتے تھے۔ اور مکے کے لوگ آپ کی دل سے عزت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مکے میں اس قدر سیلاب آیا کہ اس سے خانہ کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا۔ کعبہ چونکہ تمام قبیلوں کے لئے مقدس تھا۔ اس لئے سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ اس کی دیواریں پھر سے مضبوط بنانی چاہئیں۔ تاکہ آئندہ سیلاب کا پانی اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔

چنانچہ تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ کعبے کی ایک دیوار میں کالے رنگ کا ایک مقدس پتھر تھا۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اس دیوار میں لگایا تھا۔ یہی وہ پتھر ہے جسے آج بھی ہر حاجی بوسہ دیتا ہے۔ اسے حجر اسود کہتے ہیں۔ جب حجر اسود کو دیوار میں لگانے کا موقع آیا تو اس پر قبیلوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ مقدس پتھر وہ لگائے آخر ایک بوڑھے آدمی نے مشورہ دیا کہ جو شخص سب سے پہلے صبح کو کعبہ میں آئے وہی اس جھگڑے کا فیصلہ کرے گا۔ دوسرے روز لوگوں نے دیکھا کہ صبح صبح سب سے پہلے خانہ کعبہ میں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے۔ لوگوں نے دیکھتے ہی کہا صادق آ گیا۔ امین آ گیا۔ آپ نے ایک چادر میں حجر اسود کو رکھا۔ اور تمام قبیلوں کے سرداروں کو کہا کہ چادر کے چاروں طرف سے اسے اٹھا کر دیوار تک لے جائیں۔ پھر آپؐ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو دیوار میں لگا دیا۔ اس طرح آپ کی وجہ سے ایک بہت بڑی لڑائی رک گئی۔

حج کے دنوں میں ہر سال دور دور سے لوگ مکہ آتے تھے۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ ان حاجیوں کی مہمان نوازی فرماتے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتے۔ آپ کو سچا اور امانت دار سمجھ کر لوگ اپنی امانتیں آپؐ کے پاس لا کر رکھتے۔ آپ غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کا خیال رکھتے۔ اور ان کی ہر طرح سے مدد فرماتے۔

ایک دفعہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار سے گزر رہے تھے کہ آپؐ نے دیکھا کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر لگنے سے گر پڑی۔ یہ دیکھ کر تمام لوگ ہنسنے لگے۔ مگر آپؐ نے اس کے ساتھ ہمدردی کی۔ اور اسے اٹھایا۔ اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور اسے اس کے گھر تک چھوڑنے

گئے۔

ایک دن ایک غریب عورت سر پر لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھائے بازار سے جا رہی تھی۔ لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ آپؐ نے لوگوں کو اس حرکت سے منع فرمایا۔ اس طرح ایک مرتبہ ایک شخص بازار میں اپنی بیوی کو مار پیٹ رہا تھا۔ لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔ جب آپؐ نے دیکھا تو اس شخص کو سختی سے منع کر دیا۔

ایک روز آپؐ نے دیکھا کہ ایک غلام اپنے ہاتھوں سے چکی پر آٹا پیس رہا ہے اور تکلیف کے مارے رو رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ سخت بیمار ہے مگر اپنے مالک کے ڈر سے یہ مشقت کر رہا ہے۔ آپؐ نے اسے ہٹایا اور اس کی جگہ خود اپنے ہاتھوں سے اس کا آٹا پیس دیا۔

اس طرح آپؐ غلاموں کی تکلیف میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ ان کی بیماری میں ان کی تیمارداری کرتے۔ غریبوں، یتیموں اور بوڑھوں کی ہر طرح مدد فرماتے۔

بچوں سے آپ کی شفقت بہت زیادہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ ایک بچہ سردی سے کانپتا ہوا جا رہا تھا۔ اور اس کے جسم پر کوئی گرم کپڑا بھی نہیں تھا۔ آپؐ نے اس کا حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں ایک یتیم غلام ہوں اور میرا مالک مجھ پر بہت ظلم ڈھاتا ہے۔ یہ سن کر آپؐ کے آنسو نکل آئے۔ آپؐ نے اسے کپڑا اوڑھایا اور اسے تسلی دی۔ دوسرے دن وہی بچہ پھر نظر آیا۔ اس نے بہت بھاری بوجھ اٹھایا ہوا تھا۔ جو اس سے اٹھ نہیں رہا تھا۔ آپؐ نے اس کا بوجھ خود اٹھایا اور اسے جہاں جانا تھا وہاں پہنچا دیا۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن اور جوانی میں بھی ہر قسم کی برائیوں سے دور رہے۔ شرک یعنی خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کرنا آپ کو شروع ہی سے اچھا نہیں لگتا تھا۔

چنانچہ بتوں سے آپ ؐ کو نفرت تھی ۔ اور آپ ؐ کبھی کسی بت خانے میں نہیں گئے ۔ یہی وہ اچھی باتیں تھیں ۔ جن کی وجہ سے عرب کے لوگوں کے دلوں میں آپ ؐ کی بہت عزت تھی ۔

نبوت

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنا زیادہ وقت سوچنے سمجھنے میں گزارتے اور یہ سوچتے کہ ان کی قوم کے لوگ خدا کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں؟ مکہ سے کچھ فاصلے پر ایک غار تھا حرا ۔ آپ ؐ اکثر وہاں جا کر غور و فکر کرتے ۔ اکیلے غار میں بیٹھ کر آپ ؐ کئی کئی دن اللہ کی عبادت کرتے اس عرصے کے لئے آپ کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ لے جاتے ۔ اس زمانے میں آپ ؐ کو خواب بھی سچے نظر آنے لگے تھے ۔

جب آپ ؐ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو ایک دن غار میں آپ ؐ اللہ کی یاد میں مصروف تھے ۔ اچانک ایک فرشتہ آیا ۔ یہ فرشتہ حضرت جبرائیلؑ تھے جو خدا کے خاص فرشتے ہیں اور اللہ کا پیغام نبیوں تک لاتے ہیں ۔ حضرت جبرائیلؑ نے آپ ؐ سے فرمایا ۔

اپنے اس خدا کا نام لے کر پڑھئے
جس نے پیدا کیا
اور انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا
پڑھئے! آپ ؐ کا خدا سب سے زیادہ عزت والا ہے
وہ (خدا) جس نے انسان کو قلم کے ذریعے علم سکھایا
اور جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں

جو اسے معلوم نہ تھیں ۔"

یہ سب سے پہلی وحی تھی جو آپ ؐ پر نازل ہوئی ۔ وحی اللہ کے پیغام کو کہتے ہیں ۔ اس وحی کے بعد حضرت جبرائیلؑ چلے گئے ۔ آپ ؐ اسی حالت میں گھر آئے ۔ اور اپنی بیوی حضرت بی بی خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کیا ۔ حضرت خدیجہؓ نے جب آپ ؐ کی پوری بات سنی تو فرمایا کہ آپ ؐ ہرگز پریشان نہ ہوں ۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آپ ؐ پر خاص نظر ہے ۔ کیونکہ آپ ؐ اپنے خاندان والوں پر مہربان ہیں ۔ غریبوں کے ہمدرد اور مددگار ہیں ۔ یہ کہہ کر انہوں نے آپ ؐ کو کمبل اوڑھا دیا تا کہ آپ ؐ آرام فرمائیں ۔

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس جا کر ساری بات انہیں سنائی تو ورقہ جو ایک بہت بڑے عالم دین تھے کہنے لگے ۔ خدیجہ! مجھے یقین ہے کہ آپ کے شوہر پر وحی نازل ہوئی ہے وہ اس امت کے نبی ہیں انہیں کہنا کہ ان کی قوم کے لوگ ان کے مخالف ہو جائیں گے ۔ انہیں تکلیفیں پہنچائیں گے مگر وہ ثابت قدم رہیں ۔"

اس وقت جبرائیلؑ پھر نازل ہوئے اور اللہ کا نیا فرمان آپ تک پہنچایا

"اے کمبل میں لپٹے ہوئے محبوب!
اب اٹھ جایئے اور لوگوں کو
آخرت کے عذاب سے ڈرایئے ۔
اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کیجئے
اپنے لباس کو پاکیزہ رکھیے
اور ناپاکی سے دور رہیے ۔

نیکی کسی معاوضے کے خیال سے مت کیجئے

اپنے رب کے لئے بے صبر نہ ہوں ۔ بلکہ صبر کیجئے ۔"

وحی آنے سے آپؐ کے دل کو بہت سکون ملا اور آپؐ بستر سے اٹھ کر خانہ کعبہ کی طرف تشریف لے گئے ۔اس کے بعد وحی کا یہ سلسلہ کچھ عرصے کے لئے رک گیا ۔تو آپ بہت اداس رہنے لگے ۔آپ باقاعدگی سے غارِ حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے ۔تقریباً چھ مہینے بعد پھر آپؐ کے سکون اور اطمینان کے لئے جبرائیلؑ تشریف لانے لگے ۔وہ آپ کو یقین دلاتے کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں ۔

آپ نے جب نبوت کا اعلان فرمایا تو عورتوں میں آپؐ کی بیوی حضرت خدیجہؓ بچوں میں آپؐ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ، غلاموں میں آپؐ کے غلام زید بن حارثؓ اور دوستوں میں حضرت ابوبکرؓ فوراً آپ پر ایمان لے آئے ۔

حق کا پیغام

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کے اعلان کے ساتھ لوگوں کو حق کا پیغام دینا شروع کر دیا ۔آپ نے انہیں سمجھایا کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں ۔بتوں کی پوجا چھوڑ دیں ۔برائیوں سے دور رہیں اور نیکیوں پر عمل کریں ۔آپؐ نے لوگوں کو جو باتیں بتائیں ۔ان میں سب سے پہلی بات یہ تھی کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔اس نے زمین آسمان اور تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے وہی سارے جہانوں کا مالک ہے ۔سورج، چاند، ستارے، ہوا، پانی اور آگ اس کے حکم کو مانتے ہیں ۔پھل پھول درخت، پہاڑ اور دریا سب اس نے پیدا کئے

ہیں ۔نہ اس کو کسی نے پیدا کیا ہے اور نہ کوئی اس کی اولاد ہے ۔خوشی، غم، عزت ذلت سب اس کی طرف سے ہے ۔اسلام کے اس عقیدے کو توحید کہتے ہیں ۔

آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین اور آسمان کے تمام کاموں کے لئے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جنہیں ہم فرشتے کہتے ہیں ۔فرشتے ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں ۔اور اللہ کے ہر حکم کو پورا کرتے ہیں ۔اس طرح انسانوں کی رہنمائی کے لئے اللہ نے جن نبیوں کو دنیا میں بھیجا اور ان پر جو مقدس کتابیں نازل کیں ۔انہیں ماننا بھی ضروری ہے ۔

آپؐ نے پھر فرمایا کہ ہر جاندار کو ایک نہ ایک دن ضرور مرنا ہے مرنے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے ہمارے کاموں کا حساب لیا جائے گا ۔جس نے اچھے کام کئے ہوں گے اسے جنت میں جگہ ملے گی ۔اور جس نے برے کام کئے ہوں گے ۔اسے دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا ۔اسے آخرت کی زندگی کہتے ہیں ۔

جو شخص ان باتوں کو زبان کے ساتھ ساتھ دل سے بھی مانے ۔اور ان پر عمل کرے ۔ وہی مسلمان اور مومن ہے ۔

تبلیغ

تبلیغ کا مطلب ہے پہنچانا اور اس سے مراد اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے ۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے اسلام کی تبلیغ اپنے گھر میں کی ۔اس کے بعد اپنے خاندان اور دوستوں میں اللہ کا پیغام پہنچایا ۔چنانچہ آہستہ آہستہ لوگ آپ پر ایمان لانے لگے تبلیغ کا یہ سلسلہ خاموشی سے جاری رہا ۔اور خدا کے سچے دین کی شہرت لوگوں میں اندر

ہی اندر پھیلتی گئی ۔مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی ۔تین سال تک تو آپؐ خاموشی سے تبلیغ فرماتے رہے ۔آخر آپؐ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا ۔کہ اے محمدؐ! جو کچھ تمہیں حکم دیا گیا ہے ۔کھلم کھلا کہہ دو ۔چنانچہ آپ نے صفا کے پہاڑ پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا ۔جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپؐ نے فرمایا "اے قریش! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر آرہا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے؟" سب نے کہا "کیوں نہیں؟ اس لئے کہ تم سچے ہو اور ہم نے تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا ۔"

آپؐ نے فرمایا "تو سن لو! کہ میں تمہیں آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں کہو کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ۔"

یہ سن کر قریش بہت ناراض ہوئے ۔اور واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ۔لیکن آپؐ نے ان لوگوں کی ناراضی کی کوئی پرواہ نہ کی اور لوگوں کو بت پرستی سے منع کرتے رہے اور اچھے کاموں پر زور دیتے رہے ۔

چند دن بعد اللہ کے حکم سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو اپنے گھر اکٹھا کیا اور ان کی دعوت کی جب تمام لوگ کھانا کھا چکے تو آپؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور آپ سب کے لئے ضروری ہے کہ میری بات غور سے سنیں اور اس پر عمل کریں ۔"

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اللہ کے سچے دین یعنی اسلام کا پیغام دیا ۔انہیں اچھی اچھی باتیں بتائیں ۔اور پھر فرمایا "اس عظیم کام میں میرا ساتھ دیں ۔کیونکہ آپ

میرے خاندان سے ہیں ۔" پھر فرمایا اس مشکل کام میں کون کون میرا ساتھ دے گا؟"

یہ سنتے ہی سب خاموش ہو گئے صرف آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ جن کی عمر تقریباً ۹ برس کی تھی اپنی جگہ سے اٹھے اور کہا ......اگرچہ میں عمر میں سب سے چھوٹا ہوں ۔اور کمزور ہوں ۔مگر اس عظیم کام میں آپ کا ساتھ دوں گا ۔

تمام لوگ یہ سن کر ہنسنے لگے اور اپنے گھروں کو چلے گئے ۔مگر حضرت علیؓ نے بچپن میں جو وعدہ کیا تھا اسے واقعی آخر تک نبھایا ۔اور ہر مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دیا ۔

مخالفت

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخالفوں کی پروا کئے بغیر اللہ کے پیغام کو عام لوگوں تک پہنچاتے رہے ۔چنانچہ مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی یہ دیکھ کر مکہ کے لوگ آپ کے سخت مخالف ہو گئے ۔اور آپ کو طرح طرح سے تکلیفیں دینے لگے ۔انہوں نے آپ کے ساتھیوں کو ستانا شروع کر دیا ۔جب آپ مکے کے گلی کوچوں سے گزرتے تو مخالف آپ پر آوازیں کستے ۔گالیاں دیتے ۔آپ کے راستے میں کوڑا پھینکتے ان حالات میں بھی آپ صبر سے کام لیتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی صبر سے کام لینے کی ہدایت فرماتے ۔

ایک دن پیارے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ تشریف لے گئے ۔آپ نے وہاں حق کی آواز بلند کی ۔تو مکے کے کافروں نے چاروں طرف سے آپ پر حملہ کر دیا ۔یہ دیکھ کر حضرت حارثؓ بن ابی ہالہ آپ کی مدد کو لپکے تو کافروں کی تلواروں کا نشانہ بن گئے ۔اسلام کی راہ میں یہ پہلے شہید تھے ۔آپ کو بہت دکھ ہوا ۔

آپؐ نے اپنا کام اب اور تیز کر دیا اور کھلے عام تبلیغ شروع کر دی۔ابتدائی چار مسلمانوں کے علاوہ شروع میں مکہ کے جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کے نام یہ ہیں۔

ابو ذر غفاریؓ، زیدؓ، جعفرؓ بن ابی طالب، بلالؓ، عمارؓ یاسر، زوجہ یاسرؓ، سمیہؓ، ارقمؓ، خبابؓ، عمروؓ بن عنبسہ، خالدؓ بن سعید، عثمانؓ، طلحہؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔اس طرح اب تک مسلمانوں کی تعداد بیس کے قریب تھی۔

جیسے جیسے مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔کافروں کی دشمنی بھی بڑھ رہی تھی۔وہ آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔مگر آپؐ پر ہاتھ اس لئے نہیں ڈالتے تھے کہ وہ آپ کے چچا حضرت ابو طالب سے ڈرتے تھے۔جو مکے کے ایک بااثر شخص تھے۔اس کے باوجود دشمن موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ایک دن آپ خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک بد بخت نے اپنی چادر کو آپؐ کے گلے میں ڈال کر اتنے زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹنے لگا۔اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آ گئے اور انہوں نے اس بد بخت کو ہٹایا مگر یہ دیکھ کر سب کافروں نے حضرت ابو بکرؓ کو مار مار کر زخمی کر دیا۔

ایک دن آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ کافروں کا سردار ابو جہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادھر سے گزرا۔اس نے اونٹ کی اوجھڑی منگوا کر سجدے کی حالت میں آپ کی گردن پر رکھوا دی۔اوجھڑی اتنی وزنی تھی کہ آپ سجدے سے سر نہ اٹھا سکے۔کافروں نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔جب آپؐ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کو پتہ چلا تو وہ دوڑی ہوئی آئیں اور اوجھڑی کو آپؐ کی گردن سے ہٹایا۔

کافر نہ صرف آپؐ پر سختیاں کرتے تھے۔بلکہ آپؐ کے ماننے والوں کو تپتی ریت پر

لٹاتے۔ان کے سینوں پر بھاری پتھر رکھ دیتے۔کوڑے مارتے، درختوں پر الٹا لٹکا دیتے۔لیکن ان تکلیفوں اور سختیوں کے باوجود آپؐ کے ساتھیوں کا ایمان اور مضبوط ہوتا جاتا تھا۔ان سختیاں سہنے والوں میں حضرت بلالؓ تھے جو ایک حبشی غلام تھے۔اور آپؐ کے موذن بھی تھے۔عمارؓ بن یاسر تھے جن کے والد حضرت یاسرؓ اور والدہ حضرت سمیہؓ کافروں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن کر شہید ہو گئے۔حضرت خبابؓ تھے۔حضرت صہیبؓ تھے۔حضرت لبینہؓ تھیں۔حضرت زنیرہؓ تھیں۔اسی طرح گویا مسلمان مردوں کے ساتھ ساتھ مسلمان عورتوں نے بھی دین حق کی راہ میں تکلیفیں برداشت کیں۔لیکن وہ اپنے راستے سے ذرہ برابر بھی پیچھے نہیں ہٹے۔کیونکہ انہیں اسلام کی سچائی پر مکمل یقین تھا۔

کافروں نے جب دیکھا کہ ان کی مخالفت کے باوجود مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے تو ان کے سردار آپس میں صلاح کر کے آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب کے پاس پہنچے۔اور ان سے آپ کی شکایت کرنے لگے کہ آپ کا بھتیجا محمدؐ ہمارے خداؤں کی توہین کرتا ہے۔ہمارے باپ دادا کو گمراہ کہتا ہے اور ہمیں احمق سمجھتا ہے۔آپ اسے سمجھا دیں کہ وہ باز آ جائے۔یا آپ راستے سے ہٹ جائیں تا کہ ہم خود کچھ کر سکیں۔کافروں کی باتیں سن کر حضرت ابو طالب نے آپ سے بات کی تو آپؐ نے فرمایا "چچا جان! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند لا کر رکھ دیں تو بھی میں اس فرض کی ادائیگی سے باز نہ آؤں گا۔میں جو کچھ کر رہا ہوں۔اللہ کی مرضی سے کر رہا ہوں۔میں خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہوں گا۔چاہے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔"

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جواب سن کر آپ کے چچا نے کہا۔" بھتیجے!

جاؤ اپنا کام جاری رکھو۔ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔"

کافروں نے جب یہ دیکھا کہ آپؐ اتنی سختیوں کے باوجود تبلیغ کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں تو انہوں نے آپ کو طرح طرح کے لالچ دینا شروع کئے۔ لیکن آپؐ نے اللہ کی راہ میں ہر چیز کو ٹھکرا دیا۔

اسی اثناء میں آپ کے چچا حضرت حمزہؓ بھی اسلام لے آئے۔ حضرت حمزہؓ بڑے بہادر تھے۔ ان کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی طاقت بڑھ گئی۔ اسی طرح حضرت عمرؓ بھی اسلام لے آئے۔ حضرت عمرؓ بھی بڑے شہ زور تھے اور ان کے مسلمان ہونے کا یہ اثر ہوا کہ مسلمان جو اب تک ایک صحابی حضرت ارقمؓ کے گھر میں اکٹھے ہو کر نماز ادا کرتے تھے اور آپؐ سے دین کی باتیں سیکھتے تھے۔ اب کھلم کھلا خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے لگے۔ اور یوں اسلام کی تبلیغ عام ہونے لگی۔ دوسری طرف کافروں کے ظلم و ستم میں بھی اضافہ ہونے لگا۔

جب پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھا کہ مکے میں مسلمانوں کا عبادت کرنا مشکل ہو گیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جو مسلمان مکے سے جانا چاہتے ہوں وہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس چلے جائیں۔ وہ بہت نیک ہے اور دین پھیلانے کے سلسلے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گا۔ چنانچہ گیارہ مردوں اور چار عورتوں کا قافلہ حبشہ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ لوگ جب حبشہ پہنچے تو نجاشی نے انہیں بڑی عزت سے رکھا۔ جب کافروں کو پتہ چلا تو انہوں نے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور نجاشی سے جا کر شکایت کی۔ نجاشی نے مسلمانوں کو بلایا۔ اور ان سے پوچھا۔ تو حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفرؓ بن ابو طالب نے جو مسلمانوں کے سردار تھے۔ دربار میں تقریر کی۔

"اے بادشاہ! ہم بے سمجھ تھے۔ جاہل تھے۔ بت پرستی کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ برے کام کرتے تھے۔ گالیاں بکتے تھے۔ ناپاک رہتے تھے۔ پڑوسیوں کو ستاتے تھے۔ ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے۔ آپس میں لڑتے تھے۔ طاقتور کمزور کو ستاتے تھے۔ اتنے میں ہم میں سے ایک ایسے شخص پیدا ہوئے۔ جن کی بزرگی۔ سچائی اور ایمانداری کو ہم سب اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ بہت ہی نیک ہیں۔ انہوں نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی۔ حق کا راستہ بتایا۔ آپس میں محبت کرنا سکھایا اور کہا کہ ہم بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ سچ بولیں۔ ظلم نہ کریں یتیموں کا مال نہ کھائیں۔ پڑوسیوں کو نہ ستائیں۔ عورتوں پر الزام نہ لگائیں۔ نماز پڑھیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کریں آپس میں محبت اور اتفاق سے رہیں ہم نے انہیں اللہ کا نبیؐ مانا۔ ان کی باتوں پر عمل کیا۔ اس پر ہماری قوم دشمن بن گئی اور ہمیں ستانے لگی۔ اب وہ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم ان کو چھوڑ کر اسی گمراہی میں چلے جائیں۔ ہم اس لئے اپنا وطن چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔"

نجاشی نے اس کے بعد قرآن مجید کی چند آیات سنیں تو اس نے کافروں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ نیک سلوک کیا چند دن بعد وہ خود بھی عیسائی سے مسلمان ہو گیا۔

پیارے رسول ﷺ نے ہجرت نہیں کی۔ وہ خود مکے ہی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہے اور کافروں کے ظلم سہتے رہے۔ کافروں کو اس نئے دین کے پھیلنے کا بہت رنج تھا۔ چنانچہ ان کے سرداروں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ قبیلہ بنی ہاشم کے ساتھ جس سے آپ ﷺ کا تعلق تھا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا۔ خرید و فروخت۔ بات چیت شادی بیاہ وغیرہ سب کچھ بند کر دیا جائے۔ کافروں کے اس فیصلے کے نتیجے میں آپ ﷺ اور آپ کے خاندان کے لوگوں کو پہاڑ کی ایک

گھاٹی میں قید کر دیا گیا۔اس گھاٹی کا نام شعب ابی طالب تھا پیارے رسول ﷺ تین سال تک اس گھاٹی میں گھرے رہے اس عرصے میں جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا تو مسلمان درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرنے لگے۔کئی کئی دن فاقے سے گزرتے۔لیکن اس حال میں بھی پیارے رسول ﷺ اللہ کے دین کی باتیں بتاتے رہے۔کافر سمجھتے تھے کہ اتنی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد مسلمان اپنے نبی ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔لیکن کافروں کی دال نہ گلی۔اور مسلمان پہلے سے بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہے۔آخر خود کافروں کے چند آدمیوں کے دل میں رحم آیا اور انہوں نے اس فیصلے کو ختم کر دیا۔اس طرح خاندان بنی ہاشم کو آزادی کی فضا نصیب ہوئی۔

ابھی یہ آزمائش ختم ہی ہوئی تھی کہ آپ ﷺ کے ہمدرد اور سرپرست چچا حضرت ابو طالب وفات پا گئے۔اور ان کی وفات کے کچھ دن بعد آپ کی غم خوار بیوی حضرت بی بی خدیجہؓ بھی وفات پا گئیں۔پیارے رسول ﷺ کو ان صدموں سے بہت رنج پہنچا۔اسی لئے آپ اس سال کو عام الحزن یعنی غم کا سال کہا کرتے تھے۔مکے کے کافر حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ کا بہت لحاظ کرتے تھے۔اب دونوں کے اٹھ جانے سے انہوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو اور بھی ستانا شروع کر دیا۔

اس عرصے میں ایک مرتبہ آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے۔آپ ﷺ کے غلام حضرت زیدؓ بن حارث آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ نے جب اللہ کا پیغام دینا شروع کیا تو لوگوں نے آپ ﷺ کی بات نہ مانی۔اور شرارتی لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔آپ ﷺ جس طرف سے گزرتے۔لوگ گالیاں بکتے اور پتھر مارتے۔اتنے پتھر لگے کہ آپ ﷺ کے

مبارک پاؤں لہولہان ہو گئے۔آپ ﷺ کے ساتھی زیدؓ بھی زخمی ہوئے۔آخر تھک ہار کر آپ ﷺ نے ایک باغ میں پناہ لی یہ ظلم برداشت کر کے بھی آپ ﷺ نے طائف کے لوگوں کے حق میں بددعا نہیں کی۔بلکہ ہر گالی کے بدلے میں آپ انہیں دعائیں دیتے تھے۔

طائف کے لوگوں کی اس بدسلوکی کے باوجود آپ مایوس نہیں ہوئے اور آپ نے واپس مکہ آ کر فیصلہ کیا کہ ایک ایک قبیلے میں جا کر اللہ کا پیغام سنائیں گے۔چنانچہ حج کے دنوں میں جب عرب کے کونے کونے سے لوگ خانہ کعبہ میں آتے تھے۔آپ نے ہر قبیلے کو اسلام کی دعوت دی۔انہی میں یثرب یعنی مدینہ منورہ کے دو بڑے قبیلوں کے چند آدمی بھی آپ ﷺ کے پاس آئے اور وہ ایمان لے آئے۔دوسرے سال مدینے سے پہلے سے زیادہ آدمی آئے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ان لوگوں نے آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی۔اور یقین دلایا کہ وہ مدینے میں آپ ﷺ کی پوری پوری مدد کریں گے۔

معراج

معراج کے معنی ہیں سیڑھی اور اس سے مراد بلندی ہے۔پیارے رسول ﷺ کو اللہ کے حکم سے معراج حاصل ہوئی۔اس واقعے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔آپ ﷺ خانہ کعبہ سے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ایک نہایت تیز رفتار سواری براق کے ذریعے پہلے مدینہ منورہ پھر مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے۔وہاں تمام نبیوں کی جماعت کو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے۔اور آخر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں اللہ تعالیٰ کا جلوہ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اللہ تعالیٰ سے آپ نے باتیں کیں۔اس سفر

کے دوران میں آپ نے جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا ۔ایک طویل وقت گزارنے کے بعد جب آپ واپس زمین پر تشریف لائے ۔تو یہاں کے حساب سے چند لمحے ہی گزرے تھے ۔جب آپ ﷺ نے مکہ میں یہ سب باتیں بتائیں تو کافروں کے سردار ابو جہل نے مذاق اڑایا ۔لیکن جو لوگ آپ کو سچا جانتے تھے ۔انہوں نے اسے بالکل سچ جانا ۔

ہجرت

ہجرت کا مطلب ہے ۔اللہ تعالٰی کے حکم سے اپنا گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا ۔جب مکے والوں نے مسلمانوں کو بہت ستایا تو ہمارے رسول ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے جانے کا حکم دیا ۔چنانچہ کچھ لوگوں نے پہلی بار اللہ کے دین کی راہ میں ہجرت کی ۔اس کے بعد مکے کے کافروں نے جب مسلمانوں کو اور ستایا تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو پھر ہجرت کرنے کا حکم دیا ۔اس مرتبہ مسلمان مکے کو چھوڑ کر مدینہ منورہ گئے ۔آہستہ آہستہ مسلمان مدینہ پہنچنے لگے ۔اور آخر میں اللہ کے حکم سے پیارے رسول ﷺ کو بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کرنا پڑی ۔

ادھر کافروں کو جب اس کا علم ہوا ۔تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ سب مل کر آپ ﷺ کو قتل کر ڈالیں ۔آپ ﷺ نے مکہ چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لیا ۔اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات تم میرے بستر پر سو جانا اور صبح میرے بعد مدینہ چلے آنا ۔حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور بے خوفی سے آپ کے بستر پر سو گئے ۔کافروں نے آپ ﷺ کے گھر کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا ۔لیکن آپ ﷺ رات کے اندھیرے میں

چپکے سے گھر سے نکلے اور اپنے دوست حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لے کر چل دیئے ۔اور مکے سے کچھ دور ثور نامی ایک غار میں چھپ گئے ۔صبح جب کافروں نے آپ ﷺ کے بستر پر حضرت علیؓ کو سوتے دیکھا تو بڑے پریشان ہوئے اور چاروں طرف اپنے آدمیوں کو آپ ﷺ کا پیچھا کرنے کے لئے دوڑایا ۔

پیارے رسول ﷺ تین دن تک اس غار میں رہے ۔اگلے دن آپ ﷺ باہر آئے ۔اور مدینے کی طرف روانہ ہو گئے ۔مدینے سے باہر مسلمان کئی دنوں سے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے ۔جب انہوں نے آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے ۔عورتیں اور ننھی بچیاں آپ کو دیکھ کر گیت گانے لگیں ۔قبا کے مقام پر آپ نے ایک مسجد کی تعمیر کی ۔جسے اسلام کی سب سے پہلی مسجد کہا جاتا ہے ۔یہاں حضرت علیؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ آ کر مل گئے ۔قبا سے آپ ؐ مدینہ روانہ ہوئے مدینہ پہنچ کر آپ ﷺ نے نماز جمعہ ادا کی ۔یہ پہلی نماز جمعہ تھی ۔مدینے میں ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ آپ ﷺ اس کے گھر مہمان ہوں ۔لیکن آپ ﷺ نے یہ معاملہ اپنی اونٹنی پر چھوڑ دیا کہ وہ جہاں جا کے بیٹھے گی آپ ﷺ اس گھر کے مہمان ہوں گے ۔اس طرح یہ عزت حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی قسمت میں آئی ۔آپ ﷺ سات ماہ تک ان کے گھر رہے ۔یہاں آپ ﷺ نے ایک مسجد بنوائی ۔جسے مسجد نبوی ﷺ کہا جاتا ہے ۔اس مسجد کے ایک حجرے میں آپکا گھر بنایا گیا ۔

مدینے کے مسلمانوں نے مہاجر یعنی ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھا ۔اور ان کی دل کھول کر مدد کی ۔انہیں انصار یعنی مدد کرنے والے کہا جاتا ہے ۔مدینے میں آ کر مسلمانوں کو کافروں کے ظلم و ستم سے چین ملا ۔اور وہ امن و سکون کی زندگی گزارنے لگے ۔اب

انہیں جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔اذان بھی یہیں شروع کی گئی۔مسلمانوں میں ہجری سال کا آغاز بھی ہجرت کے اسی واقعے سے ہوا۔

جنگ بدر

پیارے رسول ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اگرچہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے آتے تھے۔لیکن مکہ کے کافروں نے پھر بھی آپ ﷺ کا پیچھا نہ چھوڑا۔وہ آپس میں یہ مشورے کرتے رہے کہ کس طرح آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو تنگ کریں

مدینے میں یہودی بھی رہتے تھے پہلے پہل تو انہوں نے مسلمانوں کو کچھ نہ کہا۔لیکن جب دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد تیزی کے ساتھ پھیلتی جا رہی ہے۔تو وہ بھی ان کے دشمن بن گئے اسی طرح ایک اور گروہ بھی تھا جو اوپر اوپر سے مسلمان تھا۔لیکن دل سے کافروں کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ان لوگوں کو منافق کہتے ہیں ۔مکے کے کافروں نے مدینے کے یہودیوں اور منافقوں کو اپنے ساتھ ملایا اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاریاں کرنے لگے ۔پیارے رسول ﷺ کو جب اس کا علم ہوا۔تو انہوں نے بھی مسلمانوں کو تیار رہنے کا حکم دیا۔ابھی مسلمانوں کو مدینے آئے دوسرا سال ہی ہوا تھا۔معلوم ہوا کہ مکے کے کافروں کا ایک بڑا لشکر مدینے پر حملہ کرنے آرہا ہے۔پیارے رسول ﷺ نے بھی اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور مدینے سے کچھ دور بدر کے مقام پر دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے۔مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی۔جبکہ کافروں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی ۔رات ہو چکی تھی ۔دونوں لشکر آرام کر رہے تھے۔لیکن آپ ﷺ خدا کے حضور میں دعا فرما رہے تھے۔

”اے خدا یہ کافر بڑے غرور کے ساتھ آئے ہیں۔تا کہ تیرے نبی ﷺ کو جھوٹا ثابت کریں۔اے خدا ہماری مدد فرما اگر آج یہ مٹھی بھر مجاہد مارے گئے تو پوری دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا“

یہ دعا قبول ہوئی اور اس جنگ میں اللہ کی مدد سے مسلمانوں نے کافروں کو زبردست شکست دی۔اس جنگ میں کافروں کے ستر آدمی مارے گئے۔اور اتنے ہی قیدی بنا لئے گئے۔مارے جانے والے مسلمانوں کا جانی دشمن ابوجہل بھی تھا۔مسلمانوں میں سے صرف چودہ مجاہدوں نے شہادت پائی ۔شہادت اس موت کو کہتے ہیں ۔جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے مسلمان کو حاصل ہوتی ہے۔اس جنگ میں مسلمانوں کی طرف سے جہاں حضرت حمزہؓ۔حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ جیسے بہادر جوانوں نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔وہاں دو ننھے مجاہدوں معوذؓ اور معاذؓ کے بہادری کے کارنامے بھی ہماری اسلامی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔جب پیارے رسول ﷺ اس جنگ کے لئے مسلمان مجاہدوں کی بھرتی فرما رہے تھے تو یہ دونوں بھائی بھی جو بچے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور جنگ کی اجازت چاہنے لگے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ابھی چھوٹے ہو۔تمہارے لئے جہاد یعنی اللہ کی راہ میں کافروں کے خلاف لڑنا مناسب نہیں۔لیکن ان بچوں نے جب بہت ضد کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔دونوں بھائیوں نے بدر کے میدان جنگ میں بہادری کے ایسے کارنامے دکھائے۔کہ دشمن بھی عش عش کر اٹھے۔انہی مجاہدوں نے کافروں کے سردار ابوجہل کو قتل کر دیا۔جس سے دشمن کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔اسلام اور کفر کے درمیان یہ پہلی جنگ تھی جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

کافروں کے جو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ۔ان کے ساتھ آپ نے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ۔اورانہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچائی ۔اس سال اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر روزے رکھنے کی عبادت فرض ہوئی ۔اور مسلمانوں نے پہلی عید بھی منائی ۔

جنگ اُحد

مکے کے کافروں کو بدر کی شکست کا بہت دکھ تھا ۔چنانچہ انہوں نے اپنی اس نا کامی کا بدلہ لینے کا پکا ارادہ کر لیا ۔ان کے سردار ابو سفیان نے سب کافروں کو اکٹھا کیا اور اندر ہی اندر یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف ایک بڑی جنگ کی تیاری کرنے لگے ۔آخر ہجرت کے تیسرے سال ابو سفیان کی سرداری میں کافروں کا تین ہزار کا لشکر مدینے کی طرف چل پڑا جب پیارے رسول ﷺ کو اس کا علم ہوا ۔تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا ۔اور ان سے مشورہ لیا کہ کافروں کا مقابلہ شہر میں رہ کر کیا جائے یا شہر سے باہر کھلے میدان میں منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے مشورہ دیا کہ مقابلہ شہر میں رہ کر کیا جائے ۔جبکہ نو جوان اور جوشیلے مسلمانوں کا خیال تھا کہ مقابلہ شہر سے باہر جا کر کیا جائے ۔پیارے رسول ﷺ نے بھی یہی فیصلہ کیا اور تقریباً ایک ہزار کا لشکر لے کر آپ مدینے سے باہر روانہ ہو گئے ۔راستے میں منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر الگ ہو گیا ۔کہ اس کا مشورہ نہیں مانا گیا ۔اب مسلمانوں کی تعداد صرف سات سو رہ گئی ۔ان میں کچھ کم عمر مجاہد بھی تھے ۔آپ ﷺ نے مدینے سے باہر احد پہاڑ کے دامن میں اپنے لشکر کی صفیں ترتیب دیں ۔چند مسلمان تیر اندازوں کو یہ حکم دیا کہ وہ پہاڑ کے ایک درے کی نگرانی کریں ۔تا کہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کر سکے ۔جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں میں

سے حضرت علیؓ ۔حضرت حمزہؓ اور حضرت ابو دجانہؓ نے بہادری کے بے مثال جوہر دکھائے ۔وہ لڑتے لڑتے دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے ۔اورانہوں نے بہت سے کافروں کا کام تمام کر دیا ۔حضرت حمزہؓ کو ابو سفیان کے غلام وحشی نے شہید کر دیا اور ابو سفیان کی بیوی نے حضرت حمزہؓ کی لاش کے ناک کان کاٹ دیئے اور وہ ان کا کلیجہ نکال کر کچا چبا گئی ۔

مسلمانوں کے حملوں سے کافروں کے پاؤں اکھڑنے لگے ۔اب مسلمانوں کو اپنی فتح یقینی نظر آ رہی تھی ۔یہ دیکھ کر درے کی حفاظت پر مقرر مسلمان تیر اندازوں نے درے کو چھوڑ دیا ۔یہ زبردست غلطی تھی ۔چنانچہ پیچھے سے کافروں کا ایک دستہ وہاں سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گیا ۔مسلمان اس اچانک حملے سے گھبرا گئے ۔اور وہ آگے اور پیچھے دونوں طرف سے گھیرے میں آ گئے ۔مسلمانوں کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیرؓ شہید ہو گئے ۔ان کی شکل پیارے رسول ﷺ سے ملتی تھی ۔چنانچہ یہ افواہ پھیل گئی کہ خدانخواستہ حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں ۔مسلمانوں پر مایوسی چھا گئی ۔اور ان کے حوصلے ٹوٹ گئے ۔لیکن پیارے رسول ﷺ اپنے چند جاں نثاروں کے ساتھ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے ۔

جب مسلمانوں کو پتہ چلا کہ آپ ﷺ زندہ ہیں ۔تو انہیں کچھ تسلی ہوئی ۔اور انہوں نے دوبارہ کافروں پر حملہ کر دیا جس پر ابو سفیان اپنے لشکر کو لے کر واپس چلا گیا ۔اور جاتے ہوئے یہ کہہ گیا کہ ہم اگلے سال پھر بدر کا بدلہ لینے آئیں گے ۔اس جنگ میں مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا ۔ان کے ستر مجاہد شہید اور چالیس زخمی ہوئے ۔خود حضور ﷺ کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہوا ۔

جنگ خندق

مسلمانوں کے تین بڑے دشمن تھے کافر۔منافق اور یہودی۔

یہودیوں نے کافروں کے ساتھ مل کر یہ طے کیا کہ مسلمانوں کی طاقت کو کسی نہ کسی طرح ختم کرنا چاہیے۔چنانچہ انہوں نے ہجرت کے پانچویں سال چوبیس ہزار کا ایک بڑا لشکر تیار کیا۔اور مدینے پر چڑھائی کر دی۔اس لشکر کا سردار ابوسفیان تھا۔

پیارے رسول ﷺ کو جب علم ہوا تو آپ ﷺ نے اپنے جان نثاروں کو اکھٹا کیا اور ان سے مشورہ لیا کہ اتنے بڑے لشکر کا کیسے مقابلہ کیا جائے؟

حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ کھلے میدان میں لڑنے کی بجائے شہر کے چاروں طرف ایک خندق یا کھائی کھودلی جائے اور مسلمان اس کھائی میں پناہ لے کر دشمن کے خلاف لڑیں تو بہتر ہوگا۔آپ ﷺ نے یہ تجویز مان لی اور مسلمانوں نے مل کر یہ خندق کھودی۔اب مسلمان مدینے کے اندر تھے۔اور دشمن باہر درمیان میں خندق تھی۔کافر بار بار حملے کی کوشش کرتے لیکن ناکام رہتے۔بیس دن تک دشمنوں کا لشکر مدینے کے چاروں طرف گھیرا ڈالے رہا۔ایک دن کافروں نے ایک جگہ سے حملہ کر دیا۔ان کا ایک بڑا پہلوان عمرا بن عبدود گھوڑے پر خندق پھلانگ کر آگے بڑھا۔تو حضرت علیؓ نے اپنی تلوار سے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ادھر اللہ کی قدرت اتنی سخت آندھی چلی کہ دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے۔اس طرح دشمنوں میں مایوسی پھیل گئی۔اور وہ واپس چلے گئے۔مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔اور مدینہ بھی بچ گیا۔اس جنگ کو جنگ احزاب بھی کہتے ہیں۔

صلح حدیبیہ

مسلمانوں کو مکے سے گئے ہوئے پورے چھ سال ہو چکے تھے۔اور وہ اللہ کے گھر خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے بے چین تھے۔سب کے دل میں یہ خواہش تھی کہ وہ یہ زیارت کریں۔چنانچہ اس نیت کے ساتھ پیارے رسول ﷺ اپنے ساتھ چودہ سو ۱۴۰۰ مسلمانوں کو لے کر مکے کی طرف روانہ ہوئے آپ کا ارادہ ہرگز لڑائی کا نہ تھا۔لیکن کافر سمجھے کہ مسلمان لڑائی کے لئے آرہے ہیں۔آپ ﷺ نے انہیں پیغام بھجوایا کہ ہم لڑنا نہیں چاہتے۔صرف اللہ کے گھر کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔اور بہتر یہ ہے کہ قریش مکہ ہم سے صلح کا معاہدہ کرلیں۔بات چیت ہوتی رہی۔آخر حدیبیہ کے مقام پر ان شرطوں پر ایک معاہدہ طے پایا کہ اس سال مسلمان خانہ کعبہ کی زیارت کے بغیر واپس چلے جائیں۔پھر اگلے سال آئیں۔اور ہتھیار ساتھ نہ لائیں۔مکے سے جو مسلمان مدینے جائے اس کو واپس کر دیا جائے۔اور مدینے سے جو آدمی بھاگ کر مکے میں آئے تو اس کو واپس نہیں کیا جائے گا۔یہ شرطیں ظاہری طور پر مسلمانوں کے حق میں نہیں تھیں۔لیکن آخر اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں اچھا نکلا پیارے رسول ﷺ نے ان شرطوں کو قبول فرمایا اور مسلمان اس سال خانہ کعبہ کی زیارت کے بغیر واپس مدینہ چلے آئے۔یہ صلح دراصل مسلمانوں کی جیت تھی۔جسے قرآن مجید میں فتح مبین یعنی کھلی فتح کہا گیا ہے۔

اس سال پیارے رسول ﷺ نے عرب کے ہمسایہ ملکوں ایران روم اور مصر کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے خط لکھے۔اُدھر عرب کے کونے کونے میں اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہو گیا۔اس سال اتنے زیادہ لوگ مسلمان ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔

جنگ خیبر

یہودی مدینے سے نکل کر عرب کے مختلف علاقوں میں آباد ہو چکے تھے۔ ان کا سب سے بڑا مرکز خیبر تھا۔ جو شام کی سرحد سے قریب تھا۔ یہاں یہودیوں کے کئی قلعے تھے۔ پیارے رسول ﷺ کو پتہ چلا کہ یہودی مسلمانوں پر ایک زبردست حملہ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر تیار کر کے خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ مسلمانوں نے کئی چھوٹے چھوٹے قلعے فتح کر لئے۔ صرف ایک بڑا قلعہ رہ گیا۔ جہاں یہودیوں کا سردار مرحب رہتا تھا۔ کئی دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا۔

"کل میں اسلامی فوج کا پرچم اس شخص کو دوں گا جس سے خدا اور اس کا رسول ﷺ دونوں محبت کرتے ہیں اور جس کے ہاتھ پر خدا مسلمانوں کو فتح دے گا"

بڑے بڑے بہادر مجاہدوں نے رات اس بے چینی سے گزاری کہ دیکھیں صبح خیبر کی فتح کس کے مقدر میں ہوتی ہے۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے اسلامی فوج کا پرچم حضرت علیؓ کے سپرد کرتے ہوئے انہیں فرمایا۔

"اے علیؓ! جاؤ خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ پہلے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دو۔ اگر وہ مان جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے جنگ کرو"

حضرت علیؓ اسلامی فوج لے کر دشمن کے مقابلے کے لئے پہنچے تو قلعے کا سردار مرحب آگے بڑھا۔ حضرت علیؓ نے مرحب کے سر پر تلوار کا ایسا بھرپور وار کیا۔ جس سے اس کا کام تمام ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے مل کر قلعہ پر حملہ کر دیا۔ اور یہودیوں کو شکست ماننے پر مجبور کر دیا۔

فتح مکہ

خیبر کی فتح سے یہودی تو مسلمانو کے راستے سے ہٹ گئے۔ لیکن مکے کے کافر ابھی تک مسلمانوں کے خلاف تھے انہوں نے حدیبیہ کے صلح کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ادھر روز روز کی لڑائیوں سے مسلمان بھی تنگ آ چکے تھے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ مکے کے کافروں پر ایسا زبردست حملہ کیا جائے۔ کہ وہ پھر اسلام کی مخالفت کے لئے نہ اٹھ سکیں۔ چنانچہ پیارے رسول ﷺ نے دس ہزار مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ اور مکے کی طرف روانہ ہوئے راستے میں کافروں نے کوئی مقابلہ نہ کیا اور اس طرح مکہ بغیر خون بہائے فتح ہو گیا۔ ابو سفیان جو حضور ﷺ اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ مسلمانوں کی یہ شان و شوکت دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو آپ نے خانہ کعبہ میں کافروں کی طرف سے رکھے گئے تین سو ساٹھ بتوں کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ اس طرح کعبہ بت پرستی اور شرک سے پاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اپنے خون کے پیاسے کافروں سے یوں مخاطب ہوئے۔

"اے قریش مکہ! تمہیں معلوم ہے آج میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں"

کافروں نے کہا "آپ ﷺ رحم دل باپ کے رحم دل بیٹے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ "جاؤ آج کے دن تم پر کوئی سختی نہیں۔ تم سب آزاد ہو۔ میں نے تمہیں معاف کیا۔"

دنیا کا کوئی اور فاتح ہوتا تو اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہ کرتا لیکن پیارے نبی ﷺ تو دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ وہ بھلا دشمن سے برا سلوک کیسے کر سکتے تھے؟

یہ سلوک دیکھ کر آپ کے بدترین مخالف بھی اسلام قبول کرنے لگے ۔اور اس طرح مدینے کے علاوہ اب مکے پر بھی اسلامی پرچم پوری آب وتاب سے لہرانے لگا۔

پیارے رسول ﷺ چند دن مکے میں ٹھہرے ۔پھر مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے ۔

اسلامی حکومت

فتح مکہ کے بعد تقریباً تمام ملک عرب مسلمان ہو چکا تھا ۔ پیارے رسول ﷺ نے مدینے میں پہلی اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی ۔سلطنت کے تمام کام آپ کی نگرانی میں ہوتے تھے ۔سلطنت کے دوردراز علاقوں میں آپ ﷺ نے گورنر مقرر کئے اور مدینے کے حاکم آپ ﷺ خود تھے ۔تمام مقدموں کے فیصلے آپ ﷺ فرماتے تھے ۔مسجد نبوی آپ ﷺ کا دربار تھا ۔اور اس کے ساتھ ہی ایک حجرہ آپ ﷺ کا گھر ۔آپ کے دروازے پر کوئی دربان یا سپاہی نہیں تھا ۔ ہر شخص جب چاہتا بے جھجک آپ ﷺ کی خدمت میں آ سکتا تھا ۔آپ پورے عرب کے حکمران تھے ۔لیکن آپ کی زندگی بادشاہوں جیسی نہ تھی ۔ نہ کوئی شاہی محل نہ شاہی دربا نہ شاہی تخت نہ شاہی تاج نہ شاہی لباس اور نہ شاہی دسترخوان ۔آپ ﷺ سادہ کپڑے پہنتے تھے ۔سادہ سے گھر میں رہتے تھے ۔اور اپنا ہر کام خود کرتے تھے ۔اس طرح آپ نے اسلامی حکومت کا ایک ایسا مثالی نمونہ پیش کیا ۔جس میں ہر طرف امن وسکون اور عدل وانصاف کا دور دورہ تھا ۔اور غریب سے لے کر امیر تک ہر شخص خوش وخرم اور مطمئن نظر آتا تھا ۔

آخری حج

ہجرت کا دسواں سال تھا۔ پیارے رسول ﷺ نے مکہ جا کر حج ادا کرنے کا ارادہ فرمایا۔تو عرب کے ہر حصے سے بے شمار لوگ آپ ﷺ کے ساتھ حج پر جانے کے لئے تیار ہونے لگے۔آخر ۲۶ ذیقعد کو نماز ظہر کے بعد آپ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔آپ ﷺ نے حج کا خاص لباس احرام باندھا۔اوراونچی آواز سے پکار کر کہا۔

"اے اللہ ہم تیرے حضور حاضر ہیں۔اے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں۔ہم حاضر ہیں۔تمام تعریف اورنعمت تیری ہے۔سلطنت میں تیرا کوئی شریک نہیں"

اس سفر میں مسلمانوں کے گروہ کے گروہ آپ ﷺ کے قافلے میں شامل ہوتے گئے۔آخر یہ سفر طے ہوا۔اورآپ مکہ پہنچے۔مکہ کے قریب عرفات کے میدان میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔اور۹ ذی الحجہ جمعے کے روزآپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمانوں کے سامنے وہ تاریخی خطبہ دیا۔جسے آپ ﷺ کا آخری خطبہ بھی کہتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا۔

"کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔تم سب آدمؑ کی اولاد ہو۔اورآدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے تھے"

"تمہارے جان ومال ایک دوسرے کے لئے اس طرح محترم ہیں جس طرح یہ شہر (مکہ) ہے اور یہ مہینہ (ذی الحجہ)"

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے"

"غلاموں کا خیال رکھو جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ"

"جس کسی کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو وہ اسے لوٹائے"

"عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔"

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔اللہ کی کتاب اور میری سنت اگر تم نے ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے"

پھر آپ ﷺ نے بہت سی اچھی اچھی باتیں بتانے کے بعد فرمایا۔

"اللہ کے یہاں تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا۔تو تم کیا جواب دو گے"

اس پر تمام مسلمانوں نے ایک زبان ہو کر جواب دیا۔

ہم شہادت دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔اور اپنا فرض ادا کر دیا"

یہ سن کر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا۔

"اے اللہ گواہ رہنا۔"

جب آپ یہ فرما رہے تھے تو وحی کی صورت میں اللہ کی طرف سے قرآن پاک کی یہ آخری آیت نازل ہوئی

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا"

خطبے کے بعد پیارے رسول ﷺ نے حج کے دوسرے ارکان کے طریقے ادا کر کے

دکھائے ۔آپ ﷺ کی زندگی کا یہ آخری حج تھا ۔

وفات

پیارے نبی ﷺ کی یہ عادت تھی کہ آپ ﷺ اکثر قبرستان تشریف لے جاتے اور وہاں فاتحہ پڑھتے ہجرت کے گیارھویں سال صفر کے مہینے میں آپ رات کے وقت مدینے کے قبرستان جنت البقیع تشریف لے گئے اور صحابہ کی قبروں پر فاتحہ پڑھ کے گھر واپس آئے تو بخار ہو گیا ۔ایک ہفتے تک آپ بیمار رہے ۔پھر طبیعت کچھ سنبھلی تو ایک روز آپ مسجد نبوی تشریف لائے اور آپ نے مسلمانوں کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا ۔

''جو انسان اس دنیا میں آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے ضرور جانا ہے ۔مجھ سے پہلے جتنے نبی گزرے ہیں سب کو موت آئی ۔میں بھی انہی میں سے ہوں تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا ۔اور اللہ کے احکام کی پابندی کرتے رہنا ۔''

وفات کے روز بخار اس قدر تیز تھا کہ پورا جسم تپنے لگا ۔آپ بار بار پانی میں ہاتھ ڈال کر چہرے پر ملتے تھے ۔آخر آپ کی مقدس روح پرواز کر گئی ۔وفات کے وقت آپ فرما رہے تھے ۔''بس وہی سب سے اچھا دوست ہے''

وفات کی خبر سن کر آپ ﷺ کے صحابہ یعنی ساتھیوں کے لئے دنیا اندھیر ہو گئی ۔ان کیلئے یہ بہت بڑا صدمہ تھا ۔اس غم کی وجہ سے وہ نڈھال تھے ۔

وفات کے وقت آپ ﷺ کی عمر تریسٹھ برس کی تھی ۔آپ ﷺ کو اسی حجرے میں دفن

کیا گیا ۔جہاں آپ ﷺ رہتے تھے ۔اور اب اسے ہی روضہ رسول کہتے ہیں ۔

آپ ﷺ پر اللہ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں
آپ ﷺ پر لاکھوں درود ہوں
آپ ﷺ پر لاکھوں سلام ہوں

آپ ﷺ کیسے تھے ۔

پیارے نبی ﷺ نہایت خوبصورت تھے ۔آپ کا رنگ سرخ اور سفید تھا ۔آپ نہ بہت زیادہ دبلے تھے اور نہ بہت بھاری ۔آنکھیں بڑی بڑی اور کالی تھیں ۔بال گھنے ۔لمبے ۔سیاہ اور گھنگریالے تھے ۔گردن اونچی اور صراحی دار تھی ۔دانت نہایت سفید اور چمکدار ۔ہونٹ سرخ اور چہرہ رعب والا تھا ۔قد نہ بہت لمبا تھا ۔اور نہ بہت چھوٹا ۔آواز بہت صاف اور گرجدار تھی ۔ایک ایک لفظ زبان سے ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے ۔لباس سادہ اور پاک صاف پہنتے تھے ۔آپ ﷺ کی غذا بھی سادہ تھی ۔عام طور پر آپ ﷺ روزہ رکھتے تھے ۔

پیارے رسول ﷺ کی عادتیں نہایت اچھی تھیں ۔آپ ﷺ بہت مہربان اور رحم دل تھے ۔نہایت سخی تھے کسی سائل کا سوال نہیں ٹھکراتے تھے ۔خود بھوکے رہتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے ۔گھر کے تمام کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرتے ہمیشہ پاک صاف رہتے ۔صاف کپڑے پہنتے ۔بالوں میں کنگھی کرتے ۔روزانہ مسواک کرتے ۔دوسروں کو بھی بار بار صفائی کی تلقین فرماتے ۔کھانے میں جو کچھ مل جاتا صبر و شکر سے کھا لیتے اور کھانا کبھی پیٹ بھر کر نہ کھاتے ۔

پیارے رسول ﷺ کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے ۔سب کو معاف کر دیتے تھے ۔

یہاں تک کہ اپنے جانی دشمنوں سے بھی درگزر سے کام لیتے تھے۔ جانوروں پر رحم فرماتے، بوڑھوں، عورتوں، بیواؤں، اور یتیموں پر خاص مہربانی فرماتے۔ بیماروں کی مزاج پرسی فرماتے۔ ہمیشہ سچ بولتے اور لوگوں کی امانتوں کی پوری پوری حفاظت فرماتے۔

بچوں سے آپ کو خاص پیار تھا۔ اور ان سے شفقت سے پیش آتے۔ بچے بھی آپؐ سے بہت پیار کرتے تھے۔ بچے جب کبھی آپ ﷺ کو راہ میں دیکھ لیتے۔ خوش ہوتے اور آگے بڑھ کر آپ سے ملتے۔ اور سلام کرتے آپ ﷺ بھی انہیں سلام کرتے اور انہیں گود میں اٹھا کر پیار کرتے اور دعائیں دیتے اپنے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے آپ کو خاص محبت تھی۔ نماز پڑھتے وقت یہ دونوں آپ ﷺ سے چمٹ جاتے۔ آپ سجدے میں ہوتے تو یہ آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے۔ اور آپؐ سجدے سے اس وقت تک سر نہ اٹھاتے جب تک وہ خود نہ اتر جاتے۔

بچوں سے آپ کا پیار صرف مسلمان بچوں کے لئے ہی نہیں تھا۔ بلکہ سب کے لئے تھا۔ ایک جنگ میں چند بچے مارے گئے۔ آپ ﷺ نے سنا تو بہت افسوس کیا کسی نے کہا "یا رسول اللہ! وہ بچے مسلمانوں کے تو نہیں تھے"

آپ نے فرمایا "تم سے اچھے تھے خبردار بچوں کو کبھی قتل نہ کرنا۔"

آپ کی یہ عادتیں ہماری زندگی کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم سچے مسلمان بنیں اور آپ ﷺ کے طریقوں پر پوری طرح عمل کریں۔ اسی میں ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

ہماری رہنمائی کے لئے پیارے رسول ﷺ نے بہت سی اچھی اچھی باتیں بتائی ہیں۔

انہیں حدیث کہتے ہیں۔ ان پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ یہاں کچھ حدیثوں کا ترجمہ دیا جاتا ہے

آپ ﷺ نے فرمایا

۱..........."نماز دین کا ستون ہے"

۲..........روزہ ڈھال ہے۔ اور زکوۃ اسلام کا خزانہ"

۳..........."حج گناہوں کو یوں دھو ڈالتا ہے جیسے پانی میل کو صاف کر دیتا ہے۔"

۴..........."تم میں بہترین وہ ہیں جو خود قرآن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔"

۵..........."اعمال کا دارومدار یقیناً نیتوں پر ہے"

۶..........."دین۔ خلوص و وفاداری کا نام ہے۔"

۷..........."مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں"

۸..........ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔

۹..........."دو مسلمان اگر آپس میں لڑ پڑیں تو انہیں تین دن سے زیادہ ناراض نہیں رہنا چاہئے۔"

۱۰..........."اللہ کے نزدیک اس سے بڑی کوئی عبادت نہیں کہ تم کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کر دو۔"

۱۱..........."پاکیزگی جزو ایمان ہے"

۱۲..........."رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں"

۱۳..........."جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں"

۱۴..........."ذخیرہ اندوزی صرف گناہگار ہی کرتا ہے"

۱۵..........."جس میں امانت داری نہیں اس کا ایمان ہی نہیں"

۱۶...........”جس نے میانہ روی اختیار کی وہ کبھی مفلس نہیں ہوگا“

۱۷...........”سچ بولنا تم پر واجب ہے۔“

۱۸...........”جھوٹی گواہی دینا اور شرک دونوں برابر کے گناہ ہیں۔“

۱۹...........بد ترین لوگ وہ ہیں جو چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔“

۲۰...........”بات کرنے سے پہلے سلام کیا کرو۔“

۲۱...........”جب تم گھر میں جاؤ تو سب کو سلام کرو۔ سلام کرنا تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے نیکی اور بھلائی ہے۔“

۲۲...........”وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ جس کا ہمسایہ رات کو بھوکا رہا۔“

۲۳...........”پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے بیشک تمام رات عبادت کرے۔“

۲۴...........”خود کو حسد سے بچاؤ۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“